سیدہ ''ب'' بخاری (شہادۃ العالیہ، جامعہ بستانِ عائشہؓ)

# دنیا کی حیثیت

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ عالی ہے: اَلدُّنیَا سِجنَ المُؤمِنِ وجَنَّۃُ الکَافِرِ

ترجمہ: ''دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے'' (رواہ مسلم فی ''کتاب الزہد''، جلد دوم، صفحہ ۴۰۷)

یہ حدیث جس میں کل پانچ لفظ ہیں دنیا کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس حدیث کو سمجھنے سے پہلے ہمیں اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں وہ باتیں سکھلانے کیلئے دنیا میں تشریف لائے، جن کے مطابق ہم نے زندگی گزارنا ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم ''اشرف المخلوقات''۔ اسلام اس نظام کو سمجھاتا ہے جو ساری کائنات کو گھیرے ہوئے ہے اور جس سے باہر کوئی چیز بھی گئی ہے اور نہ جا سکتی ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو دنیا اور دنیاوی نفع اندوزی سے نہیں روکتا بلکہ دنیا کے ساتھ دل کی وابستگی سے منع کرتا ہے۔ انسان کی سب سے بڑی غلطی اس کا یہ سمجھ لینا کہ دنیا کی چیزیں پائیدار اور ایک جگہ بڑھی ہوئی ہیں اور ہمیشہ اسی طرح اچھی حالت میں رہیں گی۔ دنیا مستقل ٹھہرنے کی جگہ نہیں دار العمل ہے۔ بلکہ چند مرحلوں یا چند امتحانات کا نام ہے، جن میں سے انسان برابر گزر رہا ہے۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا ہر انسان کو ان میں سے پورے طور پر گزرنا نصیب بھی نہیں ہوتا۔ کوئی بچپن سے چل بسا، کوئی جوانی میں لڑھک جاتا ہے اور بڑھاپا تو ویسے ہی آخری مرحلہ ہے، موت ہر لمحہ برابر تاک لگائے بیٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پیغمبروں اور اس کی نازل کردہ کتابوں کے ذریعے ہمیشہ انسانوں کی اصلاح کی کوشش ہوتی رہی ہے۔ اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کا درجہ اور دنیا کے مقابلے میں آخرت کا جو مقام ہے، واضح کیا جاتا رہا ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ۝ (سورۃ اعلیٰ، آیت: ۱۷)

کہیں ارشاد فرمایا: ترجمہ: ''بلکہ تم ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ پائیدار ہے''۔

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَھْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۳۲)

ترجمہ: ''دنیا کی چند روزہ زندگی کی حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ چند دن کا کھیل تماشہ ہے اور آخرت پرہیزگاروں کیلئے بہترین ٹھکانہ ہے، تم پر افسوس ہے کہ تم اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے''

دنیا اور انسان دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں۔ انسان کی فطرت ہے کہ اس کے دل میں خواہشات پیدا ہوتی ہیں اور وہ ان کو پورا کرنا چاہتا ہے لیکن یہ خواہشات اس کیلئے نفع بخش ہیں یا نقصان دہ؟ اُسے ان کو پورا کرنا چاہیے یا نہیں؟

یہ سب کچھ جاننے کیلئے انسان کوایک جامع قانون کی ضرورت ہے جواسے کرنے کے کاموں کی اجازت دے اور نہ کرنے کے کاموں سے روکے اسی قانون کا نام ''اسلام'' ہے۔ یہاں انسانوں کے دو گروہ ہو جاتے ہیں ایک گروہ وہ جو اپنی خواہشوں کو قانون کے تحت پورا کرتا ہے۔ یہ گروہ مومن کہلاتا ہے، دوسرا گروہ اپنی ہر خواہش کو آزادی کے ساتھ پورا کرنا چاہتا ہے اور قانون کو لغو سمجھتا ہے۔ یہ گروہ کافر ہے۔اس صورت میں مومن کو تمام قیود کی پابندی کرنا ہوگی اور کافر آزادی چاہے گا۔ مذکورہ حدیث میں اسی قانون کی پابندی اور حاکم کے کہنے کے مطابق زندگی بسر کرنے کو قید سے تشبیہ دی گئی ہے۔قید خانہ کی زندگی کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قیدی اپنی زندگی میں آزادنہیں ہوتا حاکم کا پابند ہوتا ہے۔ جب کھانے کو دیا گیا اور جو کچھ دیا گیا، کھالیا، جہاں بیٹھنے کا حکم دیا گیا بیٹھ گیا، جہاں کھڑے ہونے کو کہا کھڑا ہو گیا۔ بلکہ دل چاہے یا نہ چاہے قیدی کو ہر معاملے میں حاکم کے حکم کی پابندی کرنا پڑتی ہے۔اسی وجہ سے ایک مؤمن کی دنیا کی زندگی کو قید خانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یادرہے کہ یہ مشابہت ہر لحاظ سے نہیں کیونکہ قید خانے میں تو قیدی کو کسی قسم کی آسائش وآرام مہیا نہیں ہوتا جبکہ دنیا میں انسان کو ہمہ قسم کی راحت وسکون حاصل کرنے کا سامان میسر ہے۔اسی طرح قید خانے کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ قیدی اس سے اپنا جی نہیں لگاتا، اس کو گھر نہیں سمجھتا بلکہ ہر وقت اس سے نکلنے کا خواہش منداور متمنی رہتا ہے۔

بعض لوگ دین پڑھنے والوں/ والیوں کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال لیا اوراپنی زندگی کو مقید کرلیا ہے، ہم تو آزاد ہیں انہوں نے آزادی کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے مستقبل کو تاریک کرلیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

بات دراصل یہ ہے کہ دین پڑھنے اوراس پرعمل کرنے والے آخرت کی دائمی آزادی کو دنیا کی عارضی قید پر ترجیح دیتے ہیں۔ جولوگ دین کی سمجھ نہ رکھتے ہوں اور قرآن وحدیث، تفسیر اور تمام علوم دینیہ سے ناواقف ہوں، وہی اس طرح کی بے پر کی اڑاسکتے ہیں، جولوگ دین سے کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے ہوں۔ وہ تو یہ جانتے ہیں کہ دین پرعمل کرنے والا اوراحکاماتِ الٰہیہ کو اپنے وجود پر نافذ کرنے والا اپنے مستقبل کو تاریک نہیں بلکہ روشن ہی روشن کررہا ہے کہ ان تمام اعمال کا کچھ نہ کچھ بدلہ تو اس کو دنیا میں مل جاتا ہے لیکن آخرت میں جو اس کا بدلہ ہے، وہ بے حساب ہے۔ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرلیتے ہیں اُسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں'' ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ''دنیا آخرت کی کھیتی ہے'' ایک مؤمن یا مؤمنہ جب علم دین کی روشنی میں دنیا کی تاریکیوں کا جائزہ لیں گے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق دنیا کو قید خانہ ہی محسوس کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر استقامت نصیب فرمائے اور آخرت کے بے حساب انعامات کا حق دار بنائے (آمین)